مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ

قرآنِ وسُنّت کا ترجمان تبلیغی، واصلاحی

نگرانِ اعلیٰ: حافظ رضاء اللہ رؤف
ایڈیٹر: مُحمّد عظیم حاصلپوری

ماہنامہ مجلّہ
حاصل پور

المحمدیہ

بیاد
حافظ عبد اللہ بہاولپوری رحمہ اللہ
مولانا عبد اللہ گورداسپوری رحمہ اللہ
حافظ عبد المنان نورپوری رحمہ اللہ

شمارہ نمبر 18

ذی الحجہ 1436ھ اکتوبر 2015ء

- عید کے چند مسائل
- سیرت حضرت ابراہیم علیہ السلام
- 11 اکتوبر بیٹیوں کا عالمی دن
- قربانی کن کی قبول ہوتی ہے۔۔!
- ٹائنز انٹرنیشنل کمپنی کی شرعی حیثیت

ناشر
محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور
0301-6131916 - 0313-2501221

سلسلہ بزرگوں کی یاد میں ⑦ ازقلم: محمد ارشد کمال

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن ابی بکر بن ایوب، کنیت ابو عبد اللہ اور لقب شمس الدین ہے۔ آپ کے والد مدرسہ جوزیہ دمشق کے قیم تھے۔ اس لیے آپ کو ’’ابن قیم‘‘ کہا جاتا ہے۔ ۷ صفر ۶۹۱ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے، آپ کا شمار شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے مایہ ناز شاگردوں میں ہوتا ہے۔ سولہ سال ان کی صحبت میں رہے اور اپنے استاد محترم کے ساتھ جیل بھی کاٹی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے علاوہ ابوبکر بن عبدالدائم، ابن ابی الفتح، سلیمان بن حمزہ دمشقی اور ابراھیم بن محمد شیرازی بھی آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ حافظ ابن رجب حنبلی اور شمس الدین محمد نابلسی کا شمار آپ کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ گوناگوں خصائص کے مالک تھے، آپ کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ تقلید کے زبردست مخالف تھے۔ اعلام الموقعین اسی سلسلے میں تالیف فرمائی۔ شب بیدار عابد و زاہد انسان تھے۔ آپ کی کتابوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی پذیرائی بخشی۔ اعلام الموقعین کے علاوہ، اجتماع الجیوش الاسلامیہ، اغاثۃ اللفھان، بدائع الفوائد، جلاد الافھام، الجواب الکافی، حادی الارواح، زاد المعاد اور مدارج السالکین وغیرہ آپ کی کتب میں سے ہیں۔ ۱۳ رجب ۷۵۱ھ جمعرات کی شب عشاء کی اذان کے وقت اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ دوسرے دن نماز ظہر کے بعد جامع اموی دمشق میں آپ کا جناز پڑھایا گیا۔ بعد ازاں باب الصغیر کے قبرستان میں اپنی والدہ کے پاس دفن کر دیے گئے۔

(بحوالہ ہفتہ کے دن اور ان کا تعارف)

آئینہ مضامین

درس قرآن	قربانی کن کی قبول ہوتی ہے۔۔!	مجیب الرحمٰن سیاف	3
درس حدیث	عید کے چند مسائل	زبیر الرحمٰن حاصل پوری	4
حیاۃ طیبہ	سیرت حضرت ابراہیم علیہ السلام	میاں جمیل ایم اے	5
حقوق اولاد	11 اکتوبر بیٹیوں کا عالمی دن	محمد عظیم حاصل پوری	16
ردِ خرافات	ٹائنز انٹرنیشنل کمپنی کی شرعی حیثیت	ابن بشیر الحسینوی	30
تراشے	میرے پسندیدہ اشعار	میاں شہباز شاکر	32

فہرست نمائندگان

لاہور: مکتبہ اسلامیہ 042-37244973
گوجرانوالہ: رانا نثار احمد 0302-8649227
گوجرانوالہ: مرزا حافظ عاصم 0333-8124752
گوجرانوالہ: محمد یحییٰ طاہر 0321-7202700

صادق آباد: قاری نعیم صدیقی 03016550502
رینالہ خورد: محمد اشرف ڈوگر 0345-4100060
وزیر آباد: اسامہ اشرف 03066284139
ملتان: محمد رفیق طاہر 0321-7302283

فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ 0412631204
چیچہ وطنی: ماسٹر محمد شاہد 0333-7477737
میلسی: مولانا یونس تبسم 0302-7724417
وھاڑی: عبداللہ عزیزی 0302-4962353

بہاول نگر: محمد ادریس انصاری 03016570300
ہارون آباد: محمد عمران شاکر 0301-4913321
فورٹ عباس: ریاض الرحمٰن 03007435242
کھچی والا: ابو اسامہ ضیاء الرحمٰن 0302-4400210

چشتیاں: قاری عثمان فاروقی 03369752963
مظفر آباد: میاں ضیاء الرحمٰن 03007851291
میلسی: مولانا ضیاء الرحمٰن 0302-6256749

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

درس قرآن

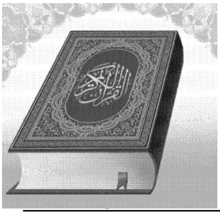

قربانی کن کی قبول ہوتی ہے۔۔!

مجیب الرحمٰن سیاف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾

’’کہہ دیجیے میری نماز میری قربانی میرا مرنا اور میرا جینا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے‘‘

[الانعام:١٦٢]

اس آیت مبارکہ کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ قربانی بلکہ ہر نیک عمل خالص اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کیا جائے تو قبول فرماتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ان کی قربیاں قبول فرماتا ہے۔ جن میں خلوص ہو۔ ریا کاری اور دیکھاوا نہ ہو۔ جو متقی ہوں مشرک اور بدعتی نہ ہوں۔ آدمی نمازی ہو اور قربانی سنت کے مطابق ہو اگر یہ شرائط نہیں تو اللہ کے ہاں قربانی قابل قبول نہیں۔

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں قربانیاں کیسے ہوتی تھیں تو انھوں نے فرمایا:

> ’’آدمی ایک بکری اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرتا وہ خود بھی کھاتے اور (لوگوں کو) کھلاتے بھی حتی کہ لوگوں نے ایک دوسرے پر فخر (مقابلہ بازی) شروع کر دیا تو پھر وہ ہوا جو تو دیکھ رہا ہے۔‘‘ جامع الترمذی، الأضاحی (١٥٠٥)

قربانی ان لوگوں کی قبول ہوتی ہے جو نیک اور متقی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف انسان کے دل اور تقوی کو دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِن يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنكُمْ﴾

’’اللہ تک نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون بلکہ اُس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے (تقوی پہنچتا ہے)‘‘ (الحج :٣٦۔٣٧)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

درس حدیث

عید کے چند مسائل

زبیر الرحمٰن حاصل پوری

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ((كَانَ يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيدِ بُرْدَةً حَمْرَاءَ))

"رسول اللہ ﷺ عید کے دن سرخ دھاریوں والی چادر زیب تن فرماتے تھے"

مجمع الزوائد (۲/ ۱۹۸) والصحیحۃ (۱۲۷۹)

نماز عید کے چند مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ آپ ﷺ عید الاضحیٰ میں نماز عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: "آپ ﷺ قربانی کے دن (نماز عید سے) واپس پلٹنے تک کچھ تناول نہ فرماتے (لیکن یہ روزہ نہ تھا جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں)" ابن ماجہ (۱۷۶۰)

۲۔ نماز عید عید گاہ میں ادا کرنا سنت ہے، رسول اللہ ﷺ نے نماز عید مداومت کے ساتھ آبادی سے باہر نکل کر ادا کی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: "نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف باہر نکلتے تھے" بخاری، الجمعۃ (۹۵۶)

۳۔ نماز عیدین کا وقت طلوع آفتاب کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور اسے جلد ادا کرنا ضروری ہے۔

۴۔ نماز عیدین سے قبل اذان و اقامت نہیں ہے اور اس نماز سے قبل اور بعد کوئی اور نفلی نماز نہیں ہے۔

۵۔ نماز عید پہلے ادا کی جائے بعد میں خطبہ مسنونہ (یہ جمعہ کی طرح دو خطبے نہیں ہیں) اور پھر دعا کی جائے (جو لوگ پہلے خطبہ اور بعد میں نماز ادا کرتے ہیں وہ سنت پر عمل نہیں کرتے) بخاری (۹۶۲)

۶۔ عید گاہ سے واپسی پر راستہ تبدیل کر کے آنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

صحیح بخاری، العیدین، (۹۷۲)

۷۔ اگر عید جمعہ کے دن آ جائے تو نماز جمعہ کا اختیار رہے چاہے آدمی پڑھے یا نہ پڑھے لیکن وہ نماز ظہر ضرور ادا کرے گا۔ البتہ امام پر لازم ہے کہ جمعہ کا خطبہ دے تاکہ جو شریک ہونا چاہیں وہ ہو جائیں۔

ابو داؤد (۱۰۶۹) بخاری (۵۵۷۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیاۃ طیبہ

سیرت حضرت ابراہیم علیہ السلام

از قلم......میاں جمیل ایم اے لاہور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت باسعادت

تورات کے نسخہ سچینہ کا جو ترجمہ عبرانی سے یونانی میں تین سو سال قبل مسیح کیا گیا اور جس میں بہتر یہودی دانشور شریک تحقیق ہوئے اس کے حوالے سے ماہر اثریات سر چارلس مارسٹن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سن ولادت ۲۱۶۰ قبل مسیح تحریر کیا ہے۔ آپ کی عمر مبارک ۱۷۵ سال تھی چنانچہ مذکورہ تحقیق کے مطابق آپ کی وفات پر ملال ۱۹۸۵ سال قبل مسیح قرار پائی۔ (حوالہ از انبیائے قرآن)

جدید اثری تحقیق میں نہ صرف وہ شہر معلوم ہو گیا ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی بلکہ دور ابراہیمی علیہ السلام کے حالات وواقعات بڑی تفصیل کے ساتھ ہمارے سامنے آئے ہیں۔ آپ جنوبی عراق میں دریائے فرات کے کنارے پر واقع شہر اُر (UR) میں پیدا ہوئے جس کو موجودہ جغرافیائی زبان میں تل ابیب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کے پیدائشی شہر کی آبادی کا اڑھائی لاکھ سے لے کر پانچ لاکھ تک اندازہ کیا گیا ہے۔ آثار قدیمہ کے کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی زندگی کا مقصد دولت کمانا، سود خوری اور مقدمہ بازی ان کا مشغلہ تھا۔

اس وقت کے مذہبی حالات کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ آپ کے شہر اُر (ur) میں پانچ ہزار خداؤں کے نام دریافت کئے گئے ہیں۔ دوسرے شہروں اور قصبات کے الگ الگ خدا مقرر تھے۔ ہر شہر کا ایک خاص خدا ہوتا تھا۔ جس کو رب البلد یعنی شہر کا خدا کہتے تھے۔ ظاہر ہے اس کا احترام دوسرے خداؤں سے زیادہ کرتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیدائشی شہر کا بڑا خدا ننار (چاند دیوتا) تھا اسی وجہ سے بعض مؤرخین نے اس شہر کا نام قرینہ بھی لکھا ہے۔ ننار کا بت شہر میں سب سے اونچی جگہ رکھا گیا تھا جس کے ساتھ ہی اس کی بیوی (نن گل) کا معبد تھا۔ لوگ ان مزاروں کے سامنے مراقبے، سجدہ اور طواف کرتے

تھے۔ننار کے مزار کی شان شاہی مہمان خانے یہاں بہت سی عورتوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا ۔وہ عورت بڑی محترم سمجھی جاتی تھی جو اپنی چادر عفت کو اس پر قربان کر دیتی۔اس مزار کے نام بہت سے رقبے وقف تھے جنکی آمدنی مجاور ہی استعمال کر سکتے تھے۔

تاریخ کے اوراق اس بات کے گواہ ہیں کہ مشرک اپنے اعمال وافکار کے لحاظ سے ہر زمانے میں یکساں رہے ہیں۔ ملائکہ پرستی، جنات پرستی، بت پرستی، ستارہ پرستی، چاند پرستی اور سورج پرستی کے علاوہ شاہ پرستی بھی ہوتی تھی لوگوں کی بے علمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بادشاہ بھی اپنے آپ کو رب کہلواتا تھا۔

اس شرک وبدعات کی یلغار اور بھرمار میں رب کریم کا فضل وکرم جوش میں آیا۔اس نے اسی مرکز شرک وخرافات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔اس کی قدرت کا کرشمہ اور سنت قدیمہ ہے کہ جب بھی کوئی قوم برائی میں حد سے گزرنے لگتی ہے تو رب کبریا حق وباطل کا معرکہ دنیا کے سامنے نمودار فرماتے ہوئے اعلان کرتے ہیں۔

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾[بنی اسرائیل:۸۱]

’’اعلان فرمادیجئے! حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بلاشبہ باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔‘‘

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چہرہ مبارک اور آپکی قد وقامت

نبی مکرم ﷺ نے واقعۂ معراج ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام ساتویں آسمان پر لے گئے ۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ شخصیت بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما ہیں۔جبرائیل علیہ السلام نے تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

((هٰذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ))[صحیح البخاری: باب المعراج]

’’یہ آپ کے گرامی قدر والد ابراہیم علیہ السلام ہیں آپ آگے بڑھ کر سلام عرض کریں۔‘‘

حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے آگے بڑھ کر سلام پیش کیا۔جواباً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کہتے ہوئے ارشاد فرمایا۔((مَرْحَبًا لِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ))[مسند احمد:۱۷۱٦۵]

’’صالح بیٹے اور نیک نبی کو خوش آمدید (جی آیاں نوں)۔‘‘

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کا ذوق وشوق دیکھتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا کہ جس نے ابراہیم علیہ السلام کے رخ زیبا کا

اندازہ لگانا ہو وہ مجھے دیکھ لے۔[رواہ البخاری : باب قول اللّٰہ تعالٰی واتخذ اللّٰہ ابراہیم خلیلا]

سلسلہ گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ **میری اور ابراہیم علیہ السلام کی قامت میں فرق تھا۔ ابراہیم علیہ السلام قد و قامت میں مجھ سے دراز تھے۔**

((فَأَتَينا علٰى رَجُلٍ طَوِيلٍ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا وَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ))

[رواہ البخاری:باب قول اللّٰہ تعالٰی وتخذوا اللّٰہ ابراھیم خلیلا]

''پھر جبریل علیہ السلام **مجھے ایسے لمبے شخص کے پاس لے گئے۔ ممکن نہ تھا کہ میں اس کے سر کی چوٹی کو دیکھ سکوں وہ تھے جناب ابراہیم علیہ السلام۔''**

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو میں کمال درجے کا ادب

﴿الَّذِی خَلَقَنِی فَھُوَ یَھْدِینِ ، وَالَّذِی ھُوَ یُطْعِمُنِی وَیَسْقِینِ ، وَإِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِین ﴾[الشعراء: ۷۸ تا ۸۰]

''اس نے مجھے پیدا فرمایا اسی نے مجھے ہدایت سے نوازا۔ وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔''

لیکن کمال ادب دیکھیے کہ جناب خلیل اللہ علیہ السلام، بیماری کی نسبت اپنی طرف اور صحت کی نسبت خدائے وحدہ لا شریک کی طرف فرما رہے ہیں حالانکہ بیماری و تندرستی اسی کی قدرت کا کرشمہ ہیں، یہی ادب اہل ایمان کو سورۃ فاتحہ میں سکھلایا گیا ہے۔ انعام و ہدایات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی اور ضلالت و گمراہی بندے کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

﴿إِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیمَ ، صِرَاطَ الَّذِینَ أَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّین ﴾ (آمین)[الفاتحہ:۶ ، ۷]

''ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو مغضوب نہیں ہوئے اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔ (اے اللہ قبول فرما)۔''

سورۃ جن میں جنات کی گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے وہاں جنات بھی اسی ادب کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

﴿وَأَنَّا لَا نَدْرِی أَشَرٌّ أُرِیدَ بِمَنْ فِی الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِھِمْ رَبُّھُمْ رَشَدًا وَأَنَّا مِنَّا

الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا﴾ [الجن: ۱۰، ۱۱]

”یہ کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ زمین والوں کے ساتھ کوئی برا معاملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ ہم سے کچھ لوگ (جنات) نیک ہیں اور کچھ دوسرے (بد) ہیں اور ہم مختلف طریقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔“

ابراہیم علیہ السلام بڑے ذہین تھے

﴿فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ﴾ [ألانبياء: ۵۸]

”پھر بتوں کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا مگر بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اسکی طرف رجوع کریں۔“

جتنے بھی نبی اپنے اپنے زمانے میں تشریف لائے وہ اپنے دور کے سب سے بڑے ذہین اور فطین تھے۔ دیکھیے ابراہیم علیہ السلام کتنے زیرک اور فطین ہیں کہ سب بتوں کو توڑا مگر بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ جب قوم واپس آکر دیکھے گی تو اس حادثے پر غور وفکر کرتے ہوئے یقیناً اس کی طرف رجوع کرے گی۔

اگر الیہ کی ضمیر (اشارہ) بڑے بت کی طرف ہو تو شاید یہ سوچیں کہ بڑے میاں نے کسی بات پر ناراض ہو کر چھوٹوں کا تیا پانچہ کر دیا ہے۔ یا کم از کم یہ تو ان کے دلوں میں خیال آئے گا۔ واقعی وہ جوان (ابراہیم) سچ کہتا تھا کہ یہ سب بے کار ہیں نہ انہوں نے اپنے آپ کو بچایا اور نہ بڑے میاں ہی انہیں بچا سکے اور روک سکے ہاں اگر الیہ کا اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہو تو معنی بالکل صاف ہے کہ جب میرے پاس آئیں گے تو مجھے بات کرنے کا موقع مل جائے گا۔ میں کہونگا مجھ سے پوچھنے کی بجائے اپنے عقیدے کے مطابق اس سے پوچھو اگر واقعی یہ بولتے ہیں انکا بڑا تو موجود ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امت محمدیہ سے محبت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقْرِءْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَمَنْ

يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِى الدُّنْيَا
وَإِنَّهُ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ))

”معراج کی رات مجھے ابراہیم علیہ السلام سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت علیہ السلام فرمانے لگے۔ اے محمد کریم ﷺ اپنی امت کو جا کر میرا اسلام پیش کرنا اور ان کی بتانا' جنت کی مٹی (زرخیز) اور پانی میٹھا ہے اور یہ سارا چٹیل میدان۔ اس کے گل وگلزار سبحان اللہ' الحمد للہ' اللہ اکبر ہیں۔ گویا کہ (اپنے اعمال سے شجر کار کریں گے) کون ہے؟ جو ابراہیم علیہ السلام کے طریقے سے منہ پھیرے سوائے اس شخص کے کہ جس نے اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کرلیا ہو۔ حالانکہ ابراہیم علیہ السلام وہ ہیں جن کو ہم نے دنیا میں سرفراز کیا اور آخرت میں اس کو صالحین میں شمار کیا۔“ [رواہ الترمذی: باب ماجاء فی فضل التسبیح]

آپ علیہ السلام صاحب کتاب نبی تھے

تورات اور انجیل میں آپ کے صحف اور تعلیم کا ذکر تک موجود نہیں مگر قرآن مجید نے دو مقام پر ان کے مصحف کا ذکر کیا ہے۔

﴿أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِى صُحُفِ مُوسٰى وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِى وَفّٰى﴾[النجم: ٣٦، ٣٧]

”کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ اور حضرت ابراہیم کے صحیفوں میں تھی اور ابراہیم نے تو وفا کا حق ادا کر دیا۔“

یہی بات صحیفہ ابراہیم علیہ السلام اور صحف موسیٰ میں بیان کی گئی ہے۔

﴿صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى﴾ [اعلیٰ: ١٩]

”ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان عربی تھی

عام طور پر حضرت علیہ السلام کی زبان عبرانی لکھی اور بتائی جاتی ہے مگر علامہ سلیمان ندوی مرحوم نے بڑے زوردار اور مدلل انداز سے ثابت کیا ہے کہ آپ علیہ السلام سامی عربی میں بات چیت فرمایا کرتے تھے۔ گویا کہ آپ کی زبان عربی تھی۔

ہر حال میں اللہ سے تعلق رکھنے والا

حق و باطل کی آویزش میں ایسے مقامات بھی آتے ہیں کہ بعض اوقات اللہ کے نبی جو عزم واستقلال کے پیکر اور جرأت و مردانگی کے پہاڑ ہوتے ہیں۔ وہ بھی شدت امتحان سے پکار اٹھتے ہیں۔

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتّٰى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ﴾[البقرہ: ٢١٤]

”کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے؟ حالانکہ ابھی تم پر کچھ بھی نہیں گزرا جو تم سے پہلے ایمان داروں پر گزر چکا ہے۔ ان پر سختیاں اور مصیبتیں آئیں۔ ہلا دیئے گئے حتیٰ کہ وقت کے رسول اور ان کے اہل ایمان ساتھی یہ کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ ارشاد ہوا کہ گھبراؤ مت اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔“

لیکن ابراہیم علیہ السلام کی طرف دیکھیے باپ قوم، حکومت وقت سب مل کر آگ میں جھونک دینا چاہتے ہیں۔ لیکن ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رجوع کرنے والے ابراہیم علیہ السلام نہ گھبراتے ہیں اور نہ ہی بے حوصلہ ہوتے ہیں بلکہ ایک ہی وظیفہ کیے جا رہے ہیں۔ ((حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ))

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ اعزاز عطا فرمایا:

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ﴾[هود: ٧٥]

”بلاشبہ ابراہیم (علیہ السلام) بڑے حوصلے والا صاحب سوز دل اور ہر حالت میں ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا۔“

صاحب قلب سلیم

﴿إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾[الصافات: ٨٤]

”جب وہ اپنے رب کے حضور قلب سلیم کے ساتھ آیا۔“

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روحانی اور ایمانی کیفیات کا اظہار کیا جا رہا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام زبان اور عمل سے ہی نہیں بلکہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شرک و بدعت، لغویات و خرافات سے کنارہ کش

تھے۔ ان کا دل شرک وکفر اور سرکشی ونافرمانی سے پاک تھا۔ حتیٰ کہ رائی کے برابر بھی ان کے دل میں شک وشبہ اور کھوٹ نہ تھا وہ شیشے سے زیادہ صاف اور چاند سے زیادہ شفاف دل رکھنے والے تھے۔

حوصلہ مند، نرم دل اور مشفق تھے

حضرت ابراہیم علیہ السلام شرک اور مشرکین سے انتہاء بیزاری کے باوجود کمال درجہ کی نرمی اور شفقت اپنے قلب وجگر میں رکھتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منفرد خوبی

آج تک کوئی امت ایسی نہیں گزری جو ابراہیم علیہ السلام کے مرتبہ ومقام کا انکار کر سکے۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنا ہر کوئی باعث صد افتخار اور کلاہ امتیاز تصور کرتا ہے۔ جیسا کہ کلام پاک نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ان کی مسابقت کا ذکر فرمایا۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں سے ہر ایک ابراہیم علیہ السلام کو اپنے خاص مذہب پر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

﴿مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۔ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران: ٦٧، ٦٨]

”ابراہیم (علیہ السلام) یہودی تھے اور نہ ہی عیسائی بلکہ وہ تو پکے مسلمان تھے اور وہ مشرک نہیں تھے۔ ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ ان لوگوں کا تعلق تھا جو آپ کے متبع تھے (پھر ان کے بعد) یہ نبی اور اس پر ایمان لانے والے ہیں اور اللہ ایمان لانے والوں کا حامی وناصر ہے۔“

قومیں جب گمراہی کا شکار ہوتی اور الٹے پاؤں چلتی ہیں تو وہ صرف مذہب کا حلیہ ہی نہیں بگاڑا کرتیں بلکہ تاریخ کے مسلّمہ حقائق کو تبدیل کرتے ہوئے اپنے اختلافات میں ان بزرگوں کو گھسیٹ لاتی ہیں جن کا ان کے اختلافات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ صرف اپنے موقف کو سچا ثابت کرنے کے لیے ان شخصیات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ یہودیوں نے عیسائیوں پر برتری ثابت کرنے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہودی اور عیسائیوں نے یہودیوں پر اپنا سکہ جمانے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عیسائی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ ان کی دیکھا دیکھی مشرکینِ مکہ نے بھی یہ دعویٰ کیا کہ ہم اسماعیل علیہ السلام

کی اولاد اور کعبہ کے متولّی ہیں۔ اگر ہم ابراہیم علیہ السلام کے وارث اور تولیت کے اہل نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے گھر کا متولّی اور نگران نہ بناتا۔ لہٰذا محمد اور اس کے ساتھیوں کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں اور اہل مکہ کی تردید کرنے کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رسول کریم اور آپ کی امت محمدیہ کے ساتھ رشتہ ثابت کرنے کے لیے ان کے عقیدے اور شخصیت کی وضاحت کی جا رہی ہے کہ تورات وانجیل تو عرصۂ دراز کے بعد نازل ہوئیں۔ تم اپنی جہالت کی بنیاد پر ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو؟ وہ نہ یہودی تھے نہ عیسائی اور نہ ہی مشرکین کے ساتھ ان کا کوئی تعلق تھا اور ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ماننے والوں کا ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام صرف ایک ہی رب کی عبادت کرنے اور اس کی توحید کی دعوت دینے والے اور اسی کے تابع فرمان تھے۔

افسوس! اسی مرض میں امت محمدیہ مبتلا ہو چکی ہے کہ آج قرآن وسنت کے داعی حضرات کو مقلد حضرات طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارا کوئی امام نہیں اور بغیر امام کے کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ کچھ علماء غلو کرتے ہوئے یہاں تک کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مقلد تھے۔ (نعوذ باللہ) حالانکہ تقلید چار سو سال بعد شروع ہوئی۔

آپ بہت زیادہ مہمان نواز تھے

سوانح نگاروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہاں تک لکھا کہ وہ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے۔ جب تک کسی مہمان کو یا مسکین کو اپنے ساتھ بٹھا نہیں لیتے ان کی والہانہ مہمان نوازی کا قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ، اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ، فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ، فَقَرَّبَهٗ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ، فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ، فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ، قَالُوْا كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ﴾

(الذاریات: ۲۳ تا ۳۰)

”اے نبی کیا آپ کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی ہے؟ جب وہ اس کے پاس آئے تو اُسے سلام کہا اس نے جواب میں کہا کہ آپ لوگوں کو بھی سلام ہو، سوچا نا آشنا لوگ ہیں۔ پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے، اور ایک موٹا تازہ بچھڑا لا کر مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔ کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ تو ابراہیم نے ان سے خوف محسوس کیا انہوں (فرشتوں) نے کہا۔ ڈریے نہیں اور انہوں نے اُسے ایک صاحب علم بیٹے کی خوشخبری سنائی۔ یہ سن کر اس کی بیوی چیختی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے اپنے منہ پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی، بوڑھی اور بانجھ کو؟ انہوں نے کہا تیرے رب کا یہی فرمان ہے یقیناً وہ بڑا حکمت والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبِ قوت اور صاحب معرفت تھے

﴿وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ﴾

”ہمارے بندوں! ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کا ذکر کرو، وہ بڑے ہی قوتِ عمل رکھنے والے اور صاحب بصیرت تھے۔“ [ص: ٤٥]

حافظ ابن کثیر اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ بزرگ بڑے عامل، عبادت کرنے میں بڑے قوی اور بڑے صاحبِ بصیرت تھے۔

آپ علیہ السلام اپنی ذات میں انجمن تھے: جو کام بڑی بڑی منظّم جماعتیں نہ کر پائیں جناب ابراہیم علیہ السلام تنہا ہونے کے باوجود کر گزرتے ہیں۔ اسی لیے قرآن حکیم نے ان کی ذات گرامی کو ایک امت سے تعبیر کیا ہے۔

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾[النحل: ۱۲۰]

”ابراہیم (علیہ السلام) اپنی ذات میں ایک پوری امت تھے اللہ کے تابع دار اور مخلص ترین وہ کبھی مشرکین کے ساتھ نہ تھے۔“

دنیا اور آخرت میں عزت وعظمت

﴿وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾[النحل: ۱۲۲]

”اور ہم نے ابراہیم کو دنیا میں عزت عطا کی اور آخرت میں آپ نیک لوگوں کے ساتھی ہوں گے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعلق جس دور سے ہے۔ اس دور کو تاریخ میں گلہ بانی کا دور شمار کیا جاتا ہے۔ اس وقت کی سب سے بڑی دولت بھیڑ بکریاں تھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اتنا مال تھا کہ بڑے سے بڑا جنگل بھی تنگی واماں کی شکایت کرتا گویا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر دیا تھا۔ آپ کی دینی عظمت و بزرگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فخر موجودات کو متعدد مقامات پر حکم دیا گیا:

﴿قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾

”کہہ دیجئے اللہ نے جو فرمایا سچ فرمایا ہے۔ تم یکسو ہو کر ابراہیم (علیہ السلام) کے طریقہ کی اتباع کرتے جاؤ۔ ابراہیم (علیہ السلام) کا مشرکوں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔“ [آل عمران: ۹۵]

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ [النساء: ۱۲۵]

”اس شخص سے بہتر کس کا طرز عمل ہو سکتا ہے؟ جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یکسو ہو کر ابراہیم (علیہ السلام) کے طریقے کی پیروی کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنا لیا تھا۔“

﴿وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ [البقرة: ۱۲۴]

”جب ابراہیم (علیہ السلام) کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام)! میں تجھ کو سب دنیا کا پیشوا بنانے والا ہوں ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا۔ کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرا وعدہ ظالموں کیلئے نہیں ہے۔“

رہے نام اللہ کا باقی ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ جدِّ انبیاء کا انتقال

جدِّ انبیاء کی عمر مبارک ۱۷۵ سال کی ہوئی تو آپ نے نہایت ہی کمزوری اور ضعف کی حالت میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ علیہ السلام کو آپ کی رفیقہ حیات حضرت سارہ کے قریب دفن کیا گیا آپ کی تجہیز و تکفین میں حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام شریک ہوئے۔ (توراۃ۔ کتاب پیدائش)

آہ! آج وہ عظیم المرتبت شخصیت گرامی دنیا سے رخصت ہو رہی ہے جس نے انسانیت کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے خوفناک تکالیف و مصائب کا سامنا کیا اور مشکلات کے پہاڑ کاٹتے ہوئے اپنے عظیم ترین مشن کو ایسا جاری فرمایا کہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے بالخصوص سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو ہدایت فرمائی کہ آپ کی دینوی اور اخروی کامیابی کا راز خلیل خدا، جدِ انبیاء علیہ السلام کی اتباع میں مضمر ہے اور طریقہ خلیل سے انحراف کرنا حماقت اور بے وقوفی کے مترادف ہوگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں میری کتاب سیرتِ ابراہیم علیہ السلام)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

AB AMPERE (PVT) LTD.
Manufacturers of Power & Distribution Transformers
458-K, Model Town, Lahore. | Tel +92-42-35846310-12 | Fax:+92-42-35856313
Email: info@abampere.com.pk | www.abampere.com.pk
سول ڈسٹری بیوٹر
یوسف سنز
الیکٹریکل سروسز کمپنی پاکستان
Yes Co Pak
Govt. Licensed Contractor
Energy Department (Punjab)
ہول سیل سامان بجلی مکمل ورائٹی
کیبل سنگل کور تا فور کور (کاپر، ایلومینیم)
3/0.29 to 127/0.103
HT,LT پینل اسیریز، انرجی میٹر
سرکٹ بریکرز، مین سوئچ، چینج اوور
GOVERNMENT ELECTRICAL CONTRACTOR
Yes Co Pak
واپڈا سے منظور شدہ۔
10KVA to 8000KVA
الیکٹرک وائیرنگ کی اِنسپکشن اور ٹیسٹ رپورٹ کا بااختیار ادارہ
رابطہ
مرزا محمد آصف 0312 74 70000
مرزا محمد عاصم 0312 74 60000
0554 21 47 52 / 0554 22 33 66
یوسف بلڈنگ، باغبانپورہ چوک، حافظ آباد روڈ، گوجرانوالہ۔
www.yescopak.com
www.yescopak.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقوق اولاد

11 اکتوبر بیٹیوں کا عالمی دن

تحریر……محمد عظیم حاصل پوری

UNOاور دیگر ممالک نے مل کر 11 اکتوبر 2012ء کو سب سے پہلے بیٹیوں کا عالمی دن منانے کا عزم کیا اس کے بعد پوری دنیا کے لوگ 11 اکتوبر کو بیٹیوں کے عالمی دن کے طور پر منانے لگے اس دن کے منانے کا مقصد عورت یعنی بیٹی کے حقوق کو اجاگر کرنا اور سال بھر میں بیٹیوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف آواز کو اٹھانا ہوتا ہے۔ اہل کفر اور دنیا کے عالمی منشور وضع کرنے والے آج یہ آواز اٹھاتے ہیں جبکہ بیٹی کی شان وعظمت آج سے چودہ سو سال پہلے جناب محمد ﷺ نے بیان کر دی تھی اور اس بیٹی کی شان وشوکت کو سال میں صرف ایک بار ہی بیان کرنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہر دن ہر رات سال بھر بیٹی کو رب کی رحمت سمجھ کر اس کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا تھا۔

عورت یعنی بیٹی اور غیر الہامی مذہب

ہندوؤں کے نزدیک' جھوٹ بولنا، بغیر سوچے کام کرنا، فریب، حماقت، طمع، ناپاکی، بے رحمی یہ عورت کے کرداری عیوب ہیں۔ عورتوں کے ساتھ محبت نہیں ہوسکتی، عورتوں کے دل حقیقت میں بھڑوں کے بھٹ ہیں۔ رگ وید منڈل: (۱۰) سوکت: (۹۵) منتر: (۱۵)

بیٹی باپ کی جائیداد کی وارث نہیں ہے۔

اتھروید کانڈ: (۱) سوکت: (۱۷) منتر: (۱) یجروید: (۸/۵)

جین مت میں عورتوں کا مقام ان کی شاستروں سے معلوم ہوتا ہے مہابیر سوامی عورت کو تمام برائیوں کی جڑ گردانتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ مردوں کے گناہوں کا سبب عورت ہی ہے۔ عورت سب سے بڑی آزمائش ہے جو انسان کی راہ میں حائل ہوتی ہے۔ مرد کو چاہیے کہ عورت سے کسی قسم کا سروکار نہ رکھے، اس کی طرف دیکھے، نہ بات کرے اور نہ ہی اس کا کوئی کام کرے۔ ڈاکٹر مسز سٹیوسن کے بقول جب

تک وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے دوسرے جنم میں مرد بن کر نہ آئے۔

ایم ایس ناز، اسلام میں عورت کی قیادت: (ص/ ٤٤)

”بدھ مت“ کے تاریخی مطالعہ سے عورت کو کوئی مقام حاصل ہونے کا ثبوت نہیں ملتا، اس کے برعکس عورت سے نفرت اور اس کی تذلیل وتحقیر کے ثبوت ملتے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف ریلی جن اینڈ اتھکس میں ایک بدھ مفکر چھلا واگا کا قول لکھا ہوا ہے ”پانی کے اندر مچھلی کی نا قابل فہم عادتوں کی طرح عورت کی فطرت بھی ہے اس کے پاس چوروں کی طرح متعدد حربے ہیں اور سچ کا اس کے پاس گزر نہیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف ریلی جن اینڈ ایتھکس : (جلد نمبر: ٥)

عورت یعنی بیٹی اور الہامی مذاہب

یہودیوں کا خیال تھا کہ حوا علیہا السلام شیطان کا آلہ کار اور ازل کی گنہ گار تھیں جن کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو جنت چھوڑ کر زمین پر آنا پڑا۔ ٹرٹیلین نے ایک موقع پر عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم سب حواء کی بیٹیاں ہو اس لیے خدا کا حکم تم پر آج بھی قائم ہے اور تمہارا جرم آج بھی باقی رہے گا تم ہی شیطان کا دروازہ اور شجر ممنوعہ کو استعمال کروانے والی، خدا کی پہلی مخالفت کروانے والی تم ہی ہو جنہوں نے خدائی، مرقع کو اس آسانی کے ساتھ لپیٹ دیا۔

شمس تبریز خان، مسلم پرسنل لاء اور اسلام کا عائلی نظام: (ص/ ١٩٠)

عیسائیت نے بھی عورت کو گناہ گار اور بدی کی جڑ قرار دیا کیوں کہ بائبل میں مرقوم ہے کہ حوا کو شیطان نے بھڑ کایا اور اس نے آدم کو۔ پیدائش باب سوم

اگر ہم پادریوں کے ارشادات عورتوں کے متعلق اکٹھے کرتے ہیں تو ہمیں مندرجہ ذیل ارشادات ملتے ہیں:

☆ سینٹ برنارڈ کا قول ہے: عورت شیطان کا ہتھیار ہے۔

☆ سینٹ گرلگوری کا قول ہے: عورت سانپ کا زہر رکھتی ہے اور اژدھے کا کینہ۔

☆ سینٹ خیر دم کا قول ہے: عورت شیطان کا دراوزہ، ظلم کی شرکت اور بچھو کا ڈنگ ہے۔

عورت یعنی بیٹی اور اسلام

تاریخ، مذاہب عالم اور تہذیبوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت ہمیشہ مظلوم رہی ہے اس پر تاریخ میں تاریک ترین اور بہیمانہ ادوار بھی آئے ہیں لیکن دین اسلام کا عورت پر بہت زیادہ احسان ہے کہ جس میں مبالغہ آمیزی بالکل نہیں ہے۔

یورپ کا مشہور مفکر و مؤرخ آرتھر گلیمن لکھتا ہے:

> ''میں کافی تحقیقات کے بعد لکھتا ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے چھ سو سال بعد تک عورت کو نہایت حقیر و ذلیل تصور کیا گیا تھا۔ اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ نہ کچھ حقوق تھے اسلام نے عورتوں کے حقوق بیان کیے اور انہیں عزت و عظمت کے عرش تک پہنچا دیا اور عورت کے حقوق کا احترام کیا۔ دنیا کے کسی مذہب نے اتنا نہیں کیا بلاشبہ محمد ﷺ نے عورت کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچایا۔ ان سے پہلے دنیا کی عورت ذلت کی حد سے گزر چکی تھی۔ عرب میں لڑکیاں زندہ دفن کر دی جاتیں۔ یونان میں بعض لوگ اپنی بیویاں قرضے میں دے دیتے تھے۔ انگلستان میں عورت پر فرض تھا کہ وہ اپنے شوہر اور سرپرست پادری کی غلامی کرے۔''

ترجمہ ہسٹری آف دی اسلام: (ص/۱۴۱)

اسلام نے دختر کشی کی رسم بد کا خاتمہ کر دیا

دور جاہلیت میں لڑکی کا وجود عار تصور کیا جاتا تھا اور اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

> ﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالأُنثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدّاً وَهُوَ كَظِيمٌ، يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلاَ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾

''اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اسکا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے، جو بری خبر اسے دی گئی ہے اسکی وجہ سے لوگوں سے منہ چھپائے پھرتا ہے۔ سوچتا ہے کہ کیا اسکو ذلت و رسوائی کے باوجود اپنے پاس رکھے، یا اسے زندہ درگور

کردے، آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔“ [النحل: ٥٨، ٥٩]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی حالت کو بیان فرمایا ہے کہ ان میں سے کسی کو جب اسکے گھر میں بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی تو اسکا چہرہ کالا سیاہ ہوجاتا اور مارے شرم کے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا، اور غم میں نڈھال ہوکر سوچتا رہتا کہ اب اس لڑکی کے وجود کو ذلت ورسوائی کیساتھ برداشت کرلے یا زندہ درگور کردے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

> ”عرب میں یہ رواج عام تھا کہ جب کسی کے گھر میں بیٹی پیدا ہوتی اور وہ اسے زندہ باقی رکھنا چاہتا تو اسے اونی جبہ پہنا کر اونٹوں اور بکریوں کو چرانے کیلئے دور دراز بھیج دیتا، اور اگر اسے مارنا چاہتا تو وہ جب چھ سال کی ہوجاتی تو کسی جنگل میں ایک گڑھا کھودتا، پھر گھر آکر اپنی بیوی سے کہتا کہ اسے خوب اچھا لباس پہنا دو تاکہ وہ اسے اس کے ننھیال (یا اسکے دادا دادی) سے ملا لائے۔ پھر جب اس گڑھے تک پہنچتا تو اسے کہتا: اس گڑھے کے اندر دیکھو، چنانچہ وہ اسے دیکھنے کیلئے جھکتی تو یہ اسے پیچھے سے دھکا دے دیتا وہ اس میں گرجاتی اور یہ اسکے اوپر مٹی ڈال دیتا۔“ [معالم التنزیل: (٥/ ٢٥)]

یہ تو تھا زمانہ جاہلیت میں کسی عورت کا مقام کہ اسکا وجود ہی عار تصور کیا جاتا اور اسے زندہ درگور کردیا جاتا۔ جبکہ اسلام نے گھر میں بیٹی کی پیدائش کو باعث برکت قرار دیا اور اسے زندہ درگور کرنا حرام کردیا۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَالْبَنَاتِ))

”اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور بیٹیوں کو زندہ گور کرنا حرام کردیا ہے۔“

البخاری، الاستقراض، باب ماینھی عن اضاعة المال(٢٤٠٨)والمسلم (١٧١٥)

زمانہ جاہلیت کی بیٹی وراثت سے محروم تھی

زمانہ جاہلیت میں لوگ صرف مردوں کو وراثت کا حقدار سمجھتے تھے اور عورتوں اور بچوں کو اس سے محروم رکھا جاتا تھا، اور کہا جاتا تھا کہ رواثت کا حقدار صرف وہی ہے جو تلوار چلاسکتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے

یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾

”والدین اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس میں مردوں کا حصہ ہوتا ہے اور والدین اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس میں عورتوں کا بھی حصہ ہوتا ہے، چاہے مال تھوڑا یا زیادہ، اور یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔“ [النساء:۷]

تو اسلام نے عورت کو بھی وارثت کا حقدار قرار دیا اور اسے اس سے محروم نہیں کیا، اور ترکہ میں عورت کو کتنا حصہ دیا گیا ہے اسکی تفصیل سورۃ النساء کے دوسرے رکوع میں موجود ہے۔

اللہ نے بیٹی کو مقدم رکھا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ إِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُورَ ۞ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّإِنَاثًا ج وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ﴾ [الشوری: ۴۹-۵۰]

” (تمام) بادشاہت اللہ ہی کی ہے آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے۔ یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے وہ تو جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔“

جبکہ عرب جہلاء بیٹی کو اپنے لیے منحوس خیال کرتے تھے اور بہت پریشان ہوتے اگر ان کے گھر بیٹی پیدا ہو جاتی بلکہ وہ اسے زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ

كَظِيمٌ ۝ . [الزخرف: ١٧]

”حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جاتی ہے جو انہوں نے اللہ کے لئے بیان کی ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔“

بیٹی کی پرورش پر جنت

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ» ، وَضَمَّ أَصَابِعَهُ .

”جس شخص نے دو بیٹیوں کی بلوغت کو پہنچنے تک پرورش کی وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ اور (آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسری کے ساتھ ملایا)۔“

[صحيح ، مسلم ، البر والصلة والآداب ، باب فضل الإحسان إلى البنات]

بیٹیوں کی پرورش پر اجر عظیم

بیٹیوں کی پرورش پر اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو بہت زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں چند ایک روایات ملاحظہ ہوں۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ فَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَّتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» .

”جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور ان پر صبر کرے انھیں اپنی استطاعت کے مطابق کھلائے ، پلائے اور پہنائے تو وہ اس کے لیے روز قیامت پردہ ہوں گی (یعنی جہنم سے بچاؤ کے لیے)۔“

[مسند أحمد (١٧٤٠٣) وابن ماجه (٣٧١٣) صحيح]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ أَوْ

صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ »

”کوئی آدمی ایسا نہیں کہ اس کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ دونوں جب تک اس کے ساتھ رہیں یا وہ ان کے ساتھ رہے ان کے ساتھ احسان (نیک سلوک) کرتا ہے مگر وہ دونوں اس کو جنت میں داخل کروا دیں گے۔“

[ابن ماجه، الآداب، باب بر الوالدين والإحسان إلى البنات (٣٧١٤) حسن]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهِنَّ وَضَرَّائِهِنَّ وَسَرَّائِهِنَّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُنَّ».

”جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی شدت، سختی اور خوشی پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ان بیٹیوں پر اس کی شفقت کے سبب سے اسے جنت میں داخل فرما دیں گے۔“

ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر تین کی بجائے دو ہوں تو؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دو بھی ہوں تب بھی۔ پھر ایک آدمی نے کہا:

«أَوْ وَاحِدَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ».

”اے اللہ کے رسول! اگر ایک بھی ہو تو تب بھی؟“

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اگر ایک بھی ہو تب بھی (اس کے ساتھ نیکی کی وجہ سے اللہ اس کو جنت میں داخل فرما دے گا۔)

[مسند أحمد (١٤٢٥) والمستدرك للحاكم (٤/ ١٧٦) صحيح]

بیٹیوں کو ناپسند نہ سمجھو

فطرت انسانی ہے کہ بیٹوں سے زیادہ بیٹیاں والدین کا احترام کرتی ہیں جبکہ والدین خصوصا والد اپنی اولاد میں بیٹوں کو ہر بات اور ہر کام میں ترجیح دیتا ہے خواہ وہ معاملات ہوں، عطیات ہوں یا وراثت کے معاملات ہوں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس کے برعکس ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَكْرَهُوا الْبَنَاتِ فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ» .

”بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو کیونکہ وہ تو پیار کرنے والیاں اور قیمتی ہیں۔“

[مجمع الزوائد ، البر والصلة، باب ما جاء فی الأولاد (۸/ ۱۵۶) حسن]

بیٹیوں کی پرورش جہنم سے بچاؤ کا سبب

نیک اولاد آدمی کے لیے صدقہ جاریہ بنتی ہے خواہ وہ بیٹا ہو یا بیٹی ، عموماً معاشرے میں بیٹیوں کے مسائل بیٹوں سے زیادہ ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ان کی تعلیم وتربیت اور پرورش کے بدلے اجر بھی زیادہ رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَنْ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ »

”جس شخص کو ان بیٹیوں میں سے کسی چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان کے ساتھ احسان کیا تو وہ اس کے لیے آگ کے مقابلے میں رکاوٹ ہوں گی۔“

[البخاری، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته (۵۹۹۵)]

بیٹے اور بیٹیوں میں عدل رکھو

اولاد بیٹے ہوں یا بیٹیاں، اسلام نے ان کے درمیان ہر چیز میں برابری کا حکم دیا ہے جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے تحفہ دیا تو عمرہ بنت روحہ رضی اللہ عنہا (ان کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائیں گے میں راضی نہیں ہوں گی ۔ چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں نے عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے تو اللہ کے رسول! میری بیوی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناؤں آپ ﷺ نے دریافت کیا:

«أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا» .

”کیا تم نے باقی ماندہ اولاد کو بھی ایسا ہی عطیہ دیا ہے۔“

انھوں نے کہا: نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ» .

”پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل و انصاف کرو۔“

انھوں نے بیان کیا کہ وہ واپس آئے اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔

[البخاری ، الهبة ، باب الإشهاد فی الهبة (٢٥٨٧)]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«سَوُّوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا أَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ» . [سنن الكبرى للبيهقى ، الهبات (١٢) ، (٦/ ٢٩٤) حسن]

”عطیہ (تحفہ) دینے میں اولاد کے درمیان برابری کرو اگر میں کسی کو ترجیح دیتا تو (عطیہ دینے میں) عورتوں کو ترجیح دیتا۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس کا بیٹا آیا تو اس نے اس کو پکڑ کر اس کو بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا پھر اس کی بیٹی آئی تو اس نے اس کو پکڑ اپنے پہلو میں بٹھا دیا آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَمَا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا» ”تم انے دونوں کے درمیان عدل نہیں کیا۔“

[الكامل فى ضعفاء الرجال (٤/ ١٥٥٣) حسن]

آپ ﷺ کا اپنی بیٹی سے پیار

آپ ﷺ کی سب سے پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہرا بنت محمد ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ پیار اپنی اسی بیٹی سے کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فاطمة بضعة منى ، فمن أغضبها أغضبنى))

”فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔“

صحيح بخارى (٣٧١٤) واللفظ له ، صحيح مسلم (٢٤٤٩)

آپ ﷺ اپنی بیٹی کا استقبال کرتے

عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں:

((مَـا رَأَيْـتَ اَحَـدًا كَانَ اَشْبَهَ كَلَامًا وَ حَدِيْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ فَاطِمَةَ وَ كَـانَـتْ اِذَا دَخَـلَـتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَرَحَّبَ بِهَا وَكَذَالِكَ كَانَتْ هِيَ تَصْنَعُ))

”میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کلام اور گفتگو میں روسل اللہ ﷺ کے مشابہہ کسی کو نہیں دیکھا، جب فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتی تو آپ اس کی جانب کھڑے ہوتے، اسے بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسے ہی اپنے اباجان کا استقبال کیا کرتی تھی۔“

ابو داؤد(٥٢١٧)ترمذی(٢٧٧١)مستدرك حاكم(٣/ ١٥٤) حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

آم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے پاس اکٹھی ہوئیں، ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی غائب نہ تھی۔ اتنے میں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی سی چال چلتے ہوئے آئیں، جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو خوش آمدید کہا اور فرمایا:

((مَرْحَبًا بِابْنَتِي)) ”میری بیٹی خوش آمدید“

پھر انھیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھالیا اور رازدانہ انداز میں کوئی بات کی تو وہ رو پڑیں، پھر دوبارہ رازدانہ انداز میں بات کی تو وہ ہنس پڑیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھ گئے تو میں نے اس سے کہا: ”رسول اللہ ﷺ نے پہلے تجھ سے کوئی خاص بات کی تو رونے لگی، پھر تھوڑی دیر بعد دوسری بات کی تو ہنسنے لگی۔ بیٹی میرا آپ پر حق ہے، آپ مجھے بتائیں کہ روئی اور ہنسی کیوں؟ اس نے جواب دیا: ”میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا نہیں کروں گی۔“

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پھر کہا: ”بیٹی! میرا آپ پر حق ہے، مجھے اپنے رونے اور ہنسنے کی وجہ بتائیں۔“ تو انہوں نے کہا: ”ہاں! اب میں بتاتی ہوں۔ پہلے اباجان ﷺ نے مجھے یہ بات کہی کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ میرے پاس قرآن مجید کی دوہرائی کیلئے آتے ہیں لیکن اس مرتبہ دو دفعہ میرے پاس آئے ہیں، یہ میری وفات کے قرب کی علامت

ہے۔ تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا، میں آپ کا بہتر سلف ثابت ہوں گا، میں یہ سن کر رونے لگی۔ جب ابا جان ﷺ نے میری گھبراہٹ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

> ”کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو خواتین عالم کی سردار ہوگی، یا یہ فرمایا کہ تو اس امت کی خواتین کی سردار ہوگی، تو یہ سن کر میں ہنس پڑی۔“

بخاری مع فتح الباری (٦/ ٤٦٢) مسلم، فضائل الصحابة (٢٥٠)

بیٹی کی شادی میں باپ کا کردار

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں:

جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا شادی کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچی تو اس گھر میں ریت بچھی دکھائی دے رہی تھی۔ ایک تکیہ جس میں روئی بھری ہوئی تھی، ایک مٹکا اور ایک کوزہ پڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آ رہا ہوں، نبی کریم ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے تو فرمایا: ”بھائی کہا ہے؟“ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ام ایمن حبشیہ رضی اللہ عنہا وہاں موجود تھیں، انھوں نے کہا: ”یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کا بھائی ہے؟ جبکہ آپ کی بیٹی اس کی بیوی ہے۔“ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات کا نظام قائم کر رکھا تھا اور اپنے آپ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا تھا، فرمایا: ”اے ام ایمن ایسا ہو سکتا ہے۔“ سیدا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ نے برتن منگوایا جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سینے اور چہرے پر پانی ملا، پھر آپ ﷺ نے سیدنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا۔ وہ چادر میں لپٹی شرماتی اور لڑکھڑاتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان پر بھی پانی کے چھینٹے مارے، پھر ارشاد فرمایا: ”بیٹا مجھے خاندان میں جس کے ساتھ سب سے زیادہ پیار تھا، میں نے تیری شادی اس کے ساتھ کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پردے کے پیچھے سایہ دیکھا اور پوچھا:

”یہ کون ہے؟“ اس نے کہا: ”اسماء“ آپ نے فرمایا: ”اسماء بنت عمیس؟“

اس نے کہا: ہاں، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:

”کیا تم اللہ کے رسول کی عزت واحترام کی خاطر اس کی بیٹی کے پاس آئی ہو؟

اسنے کہا: ”ہاں! یارسول اللہ جب کوئی دوشیزہ شادی کے بعد اپنے خاوند کے گھر جاتی ہے تو اس کے ساتھ کوئی قریبی خاتون ہونی چاہیے، تاکہ اگر نوبیاہتا کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اس اپنی قریبی خاتون سے کہہ سکتی ہے۔“

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا کی اور میرے لیے سرمایہ حیات ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اچھا دونوں میاں بیوی خوش رہو، آباد رہو، دلشاد ہو، پھر آپ گھر باہر نکل گئے اور مسلسل دونوں کیلئے دعائیں کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ اپنے حجروں تک پہنچ گئے۔“ مجمع الزوائد الهيثمی(١٥٢١٦)

بیٹی کی اولاد سے محبت

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنی کسی ضرورت کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ (اپنے گھر کے اندر سے)اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لپیٹے ہوئے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز تھی پھر جب میں اپنی ضرورت عرض کر چکا تو پوچھا:

> یہ کیا چیز آپ ﷺ نے لپیٹ رکھی ہے آپ ﷺ نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حسن وحسین ہیں رضی اللہ عنہما جو آپ ﷺ کی دونوں پہلوؤں میں تھے (یعنی آپ ﷺ نے ان دونوں کو گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا)اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب بنالے اور ہر اس شخص کو محبوب بنالے جوان دونوں سے محبت کرے۔

ترمذی ، المناقب ، باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی ...... (٣٧٦٩)-حسن

بیٹی سے محبت اور داماد کا احترام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ: جب مکہ کے لوگوں نے اپنے قیدی چھڑوانے کے لیے مال بھیجنا شروع کیا تو اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابوالعاص بن ربیع کو چھڑوانے کے لیے بھی مال بھیجا۔ اس مال میں ان کا ایک ہار بھی تھا۔ یہ ہار وہ تھا کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بیٹی کو

ابوالعاص کی دلہن بنا کر رخصت کیا تھا تو یہ ہار اس کے گلے میں ڈالا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جب یہ ہار دیکھا تو آپ موم ہو گئے۔ آنسو چھلک پڑے اور آپ ﷺ صحابہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے:

''تمہارا خیال ہے کہ اگر تم زینب کا قیدی رہا کر دو اور زینب کا ہار اسے واپس لوٹا دو۔''

صحابہ نے کہا: ''ٹھیک ہے، اے اللہ کے رسول!'' اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہار واپس لوٹا دیا۔ ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ابوالعاص کو رہا کرتے ہوئے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ جاتے ہی زینب رضی اللہ عنہا کو روانہ کر دے گا۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور انصار کے ایک آدمی کو بھیجا اور حکم دیا: ''تم دونوں ''یاجج'' مقام کے دامن میں ٹھہر جانا اور جب زینب رضی اللہ عنہا تمہارے قریب سے گزرے تو تم ساتھ چل پڑنا اور یہاں مدینہ لے آنا۔''

ابو داؤد (٢٦٩٢) و مستدرك حاكم (٣/ ٢٣) (٤٣٠٦) حسن

ابوالعاص قیدی بن کر آئے تھے، رسول کریم ﷺ کے داماد تھے۔ جب آپ ﷺ نے بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا بھیجا ہوا ہار دیکھا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں، وہی خدیجہ رضی اللہ عنہا جو عرب کی مالدار ترین تاجر خاتون تھیں، وہ کہ جنہوں نے اپنا سارا مال اسلام کے لیے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ جی ہاں! آج اسی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد آ گئی۔ بیٹی کی رخصتی کا منظر یاد آ گیا۔ باپ جو مدینے کا حکمران، سپریم کمانڈر اور فاتح بدر ہے۔ آپ ﷺ کی آنکھیں چھلک پڑیں، سوچا ہو گا کہ بیٹی نے ماں کی نشانی گلے سے اتار کر باپ کی خدمت میں بھیج دی ہے۔ قربان جاؤں، ایسے حکمران پر! دنیا نے آج تک نہ دیکھا ہو گا کہ وہ حکمران باقی مال تو رکھ لیتا ہے کہ عدل کا یہی تقاضا ہے، صرف ایک ہار واپس بیٹی کو بھیجنے کا کہہ رہا ہے مگر خود کوئی فیصلہ نہیں سنا رہا معاملہ صحابہ کے سپرد کر دیا ہے کہ اگر تم مسلمان اجازت دو تو اپنی بیٹی کے بارے میں ہار کی واپسی کا فیصلہ کر لوں۔ لوگو! یہ دنیا جمہوری نظام کے لیے پھرتی ہے...... عوامی راج کی باتیں ہیں، اللہ کی قسم! عوامی راج کا جو نمونہ مدینہ کے حکمران نے پیش کیا ہے، کوئی ایسا حکمران ہے جو اس کی مثال پیش کر سکا ہو......؟ آج تک کوئی ایک ہی مثال ایسی ہو؟ جس دن اللہ کے رسول ﷺ فاتح بدر ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اسی دن آپ ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دفن کر کے فارغ ہوئے تھے۔ حاكم (٣/ ٢١٧، ٢١٨) حسن

اور پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہار سامنے آ گیا، یوں باپ کا غم کئی گنا بڑھ گیا۔ خوشیوں کے ساتھ غمیاں، غمیوں کے ساتھ خوشیاں، یہ اللہ کا نظام ہے اور اللہ کے محبوب بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ ادھر ابو العاص نے وعدہ پورا کر دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینہ میں آ گئیں، بعد میں ابو العاص مسلمان ہو گئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے پہلے ہی نکاح پر بیٹی کو ابو العاص رضی اللہ عنہ کے گھر بھیج دیا۔

سیدنا سہل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا تو آپ نے فرمایا تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں۔ وہ بولیں کہ میرے اور انکے درمیان کچھ تنازعہ ہو گیا ہے تو وہ مجھ پر ناراض ہو کر چلے گئے اور میرے ہاں نہیں سوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ دیکھو کہ وہ (علی رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں۔ وہ یکھ کر آیا اور اس نے کہا وہ مسجد میں سو رہے ہیں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور وہ لیٹے ہوئے تھے۔ انکی چادر انے پہلو سے ہٹی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان کے جسم پر مٹی لگ چکی تھی تو رسول اللہ ﷺ انکے جسم سے مٹی جھاڑتے جا رہے تھے۔ اور یہ فرماتے جا رہے تھے۔ ”اے ابو تراب اٹھو..!“ (پھر انہیں اٹھا کر گھر لے گئے اور دونوں کی ناراضگی کو رفع کیا)

بخاری ، الصلاۃ، باب نوم الرجل فی المسجد (٤٤١) (٦٢٠٤)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک رات امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم تہجد کیوں نہیں پڑھتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ہماری جانیں تو اللہ کے اختیار میں ہیں۔ جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا، ہمیں اٹھا دے گا۔ جب انہوں نے یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ (کچھ ناراض سے) واپس چلے گئے اور کوئی جواب نہیں دیا اور آپ ﷺ جاتے ہوئے اپنی ران پر ہاتھ مارتے جا رہے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے:

﴿وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾

”انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔“

بخاری، التہجد، باب تحریض النبی ﷺ علی قیام اللیل...... (١١٢٧)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماء اہل حدیث وٹس اپ گروپ میں علمی مذاکرہ

ٹائنز انٹرنیشنل کمپنی کی شرعی حیثیت

TIENS

جمع وترتیب......ابن بشیر الحسینوی (رئیس جامعہ امام احمد بن حنبل سٹی قصور)

ہر وہ کمپنی جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو اس میں کام کرنا درست ہے اسکی ملازمت سے حاصل ہونے والی رقم رزق حلال ہے لیکن اگر کوئی ایسی کمپنی ہو جس کے اندر باطل شروط پائی جائیں تو اس میں کام کرنا گناہ ہوتا ہے، ٹائنز کمپنی کے اندر باطل شروط موجود ہیں مثلاً صرف اس انسان کو اس کمپنی میں بھرتی کیا جاتا ہے جو چالیس ہزار روپے اڈوانس جمع کروائے پھر اسے ممبر شپ ملتی ہے پھر یہ آدمی آگے اوروں کو پھنسائے گا وہ پھر آگے اوروں کو دھوکہ دے کر پھنسائے گا اسی طرح یہ بکواسی سسٹم چلتا رہتا ہے اگر دسواں بندہ آگے کوئی اور آدمی پھنسانے سے قاصر ہو جائے تب وہ دس کے دس کی ممبر شپ ختم ہو جاتی ہے اور کمپنی کئی لاکھ کا مالک بن جاتی ہے۔۔۔ یہ ایسی شروط ہیں جن کا قرآن وحدیث میں کوئی ذکر نہیں اس لئے یہ کمپنی قرآن وحدیث کے موافق نہیں ہے۔

اس کمپنی کے متعلق فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبید الرحمٰن محسن حفظہ اللہ مہتمم دار الحدیث راجووال لکھتے ہیں: شاید ہم کہہ سکتے ہیں کہ ٹائنز وغیرہ جیسی ملٹی لیول کمپنیوں کے طریقہ واردات کی حرمت پر معاصر تمام علماء کا اجماع ہے ماشاء اللہ۔

ٹائنز وغیرہ کی حرمت اور اس کی بنیادی وجوہات:

پہلی وجہ......سراسر غلط بیانی، دھوکہ دہی اور حیلہ سازی پر مبنی ہے۔ بظاہر یہ بیع ظاہر کرتے ہیں، جبکہ ان کا مقصد قطعاً خرید وفروخت نہیں ہوتا، اس لحاظ سے یہ از اول تا آخر بیع غرر ہے اور بیع غرر نصاً ممنوع ہے، اس کاروبار کے حرمت کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں دھوکہ پایا جاتا ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔

عن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما قال نهى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن بيع الحصاة و بيع الغرر۔ (مسلم، كتاب البيوع، باب بطلان بيع الحصاة و البيع الذى غرر)

ان کمپنیوں کا مقصد اپنی مصنوعات فروخت کرنا ہوتا تو یہ تجارت کے معروف اور شفاف طریقے استعمال کرتے لیکن ان کا اصل مقصد یہ نہیں ہوتا بلکہ اصل مقصد تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ مارکیٹنگ کا وہ گورکھ دھندہ اور پیچیدہ طریقہ ہے جس کے ذریعے چند سو یا چند ہزار روپے لگا کر لاکھوں کروڑوں میں بدل جائیں۔

اس سسٹم میں ہر بعد میں شریک ہونے والے ممبر کی رقم جوئے پر لگی ہوئی ہے۔ کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ وہ اپنے نیچے دوسرے لوگوں کو قائل کر کے پھنسانے میں کامیاب ہوتا ہے یا نہیں

شرعی طور پر جس کاروبار میں بعد میں شریک ہونے والے کی رقم کمیشن کے لالچ اور ممبر سازی کی امید میں داؤ پر لگی ہوتی ہے۔ یہ کاروبار جواء ┘ اور قمار ہونے کی بنا پر ناجائز اور حرام ہے۔

(3) تیسری وجہ...... پروڈکٹ کی قیمت تو ٹھیک لیکن ممبر سے پروڈکٹ کی قیمت کے نام پر زائد قیمت اور اس زائد قیمت پر منافع کا وعدہ خالصتاً سود ہے

شیخ محترم میں حافظ عابد سے کہوں گا کہ میل کر دے

چوتھی وجہ......ان سکیموں میں لوگوں کی بہت زیادہ رقوم غیر ضروری چیزوں کی فروخت کے نام پر ان کمپنیوں کے پاس جمع ہو جاتی ہے۔ لوگ زیادہ کمیشن کے لالچ میں یہ غیر ضروری چیزیں کافی مقدار میں خرید لیتے ہیں اور منافع کی آس میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں جس سے ملک کی اصل ترقی و تجارت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ یہ کاروبار اس لحاظ سے بھی ناجائز اور حرام ہے کہ یہ فرد، معاشرے اور ملکی معیشت کے لیے سخت نقصان دہ ہے جب کہ اسلام میں کسی کو نقصان پہنچانا بھی جائز نہیں اور جان بوجھ کر خود نقصان اٹھانا بھی جائز نہیں۔

پانچویں وجہ...... یہ باہمی فسادات کا باعث بنتی ہیں

گزشتہ سالوں میں ٹائنز سے ملتی جلتی ایک سکیم بزناس متعارف کروائی گئی۔ دیکھتے دیکھتے طلبہ کی کثیر تعداد اس سکیم کی ممبر بنی۔ بقیہ آئندہ شمارے میں......!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تراشے

میرے پسندیدہ اشعار

میاں شہباز شاکر (حال مقیم سعودی عرب)

ہمارے لیڈروں کا حافظہ کمزور ہوتا ہے
الیکشن جب قریب آئیں تو ووٹر یاد آتے ہیں

مچھروں میں اتفاق مکھیوں میں اتحاد
انسان انسان کا دشمن خدا کی شان

رتبہ بڑھا تو ساتھ ہی رسوائی بڑھ گئی
تنخواہ کے حساب سے مہنگائی بڑھ گئی

شکر ہے نسوار کی ڈبیہ میں آئینہ بھی ہے
دیکھ لیتے ہیں کہ کتنے دانت باقی رہ گئے

بچپن کی وہ امیری نہ جانے کہاں چلی گئی
جب پانی میں ہمارے بھی جہاز چلا کرتے تھے

ہر شخص مجھے صورتِ اخبار سمجھ کر
صفحات سے مطلب کی خبر کاٹ رہا ہوں

وہ جس کا ایک ہی بیٹا ہو بھوکا آٹھ پہر سے
بتاؤ اہل دانش کہ وہ گندم لے کہ تختی لے

وہ قتل ہو گیا بدصوتوں کی بھیڑ میں
جو سارے شہر کے آئینے صاف کرتا تھا

یہ بھی اچھا ہوا کہ قدرت نے رنگین نہیں رکھے آنسو
ورنہ جس کے دامن پہ گرتے وہ تو بدنام ہو جاتا

MONTHLY **AL-MUHAMMDIA** HASILPUR

قارئین کرام! مجلہ ''المحمدیہ'' خود پڑھیے...... دوست واحباب کو تحفہ
میں دیجیے یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ

آسان عمرہ پیکج

مینجنگ ڈائریکٹر
محمد عظیم حاصلپوری
0301-6131916

چیف ایگزیکٹیو
محمد جواد احمد
0346-8824168
0302-9847137

اہلیان حاصل پور کی سہولت کیلئے ایک منفرد آسان عمرہ پیکج

سستا ترین عمرہ پیکج اسلام کے اصولوں کے عین مطابق
2000 روپے ماہانہ آسان شرائط میں عمرہ کی سعادت حاصل کریں

کُل ممبران 400
کُل اقساط 50
ماہانہ قسط 2000

بہترین سفری سہولیات
بہترین رہائش

تمام ائرلائنز کی ٹکٹ ○ ویزہ پروٹیکٹر ○ وزٹ ویزہ ○ حج وعمرہ
اور ورکنگ ویزہ کی معلومات کے لیے تشریف لائیں

منجانب
برائے رابطہ
الفردوس ٹریولز اینڈ ٹورز
کلب روڈ دکان نمبر 7
حاصل پور
☎ 062-2441179
alfirdoustours@gmail.com

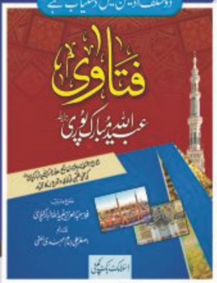

دو مختلف ایڈیشن میں دستیاب ہے

فتاویٰ
عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ
جلد اول، دوم

شارح مشکوٰۃ مرعاۃ المفاتیح، علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ
کی علمی فقہی فتاویٰ و تحریروں کا مجموعہ

جمع وترتیب
فواز عبد العزیز عبید اللہ مبارکپوری

تقدیم
اصغر علی امام مہدی سلفی

ملنے کا پتہ

اسلامک بُک کمپنی
امین پور بازار بالمقابل بینک آف پنجاب فیصل آباد پاکستان 0321-6607308 - 041-2647308
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان 0300-8658535 - 0333-6607308
e-mail: islamicbookcompany@gmail.com